ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی*

اعجاز قرآن اور مستشرقین

اسلام اللہ رب العزت کی طرف سے سارے بندگان خدا کے لیے ضابطۂ زندگی اور نعمت عظمیٰ ہے، جس کی تکمیل خاتم الانبیاءؑ کے ذریعہ ہوئی۔ قرآن مجید کو اس مکمل ترین اور عالم گیر ضابطۂ زندگی کے منشور کا مقام حاصل ہے جو اپنے اندر جغرافیائی حد بندیوں اور رنگ و نسل کے فرق و امتیاز سے قطع نظر پوری انسانی برادری اور تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے کتاب ہدایت ہونے کی اہلیت رکھتا ہے، اس لیے کہ خاتم النبیین محمد عربیؐ تا قیام قیامت ساری دنیا کے لیے نبی رحمت بنا کر بھیجے گئے، ظاہر ہے قرآن مجید کی شکل میں جو نوشتۂ ہدایت آپ کو ملا اسے بھی پوری دنیا کے لیے اور منطقی طور پر قیامت تک کے لیے رہنما کتاب کی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔

یہ آفاقی کتاب ہدایت حق و باطل، جائز و ناجائز اور حلال و حرام میں فرقان کا مقام رکھتی ہے، ظلم و عدوان کے خلاف آواز اٹھاتی ہے، انسانیت نوازی اور بشر دوستی کا پیغام عام کرتی ہے، تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتی ہے، ضلالت و گمرہی کے قعر عمیق سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر لا کھڑا کرتی ہے اور پوری انسانیت کو معبودان باطل کے طوق و سلاسل سے نجات دلا کر بشریت کی معراج تک پہنچا دیتی ہے، بایں طور انسانی زندگی کے ہر ناحیے کو انقلاب سے روشناس کرا دیتی ہے۔ قرآن مجید کی عظمت کا یہ فکری یا نظریاتی پہلو ہے اس کی عظمت کا ایک دوسرا پہلو ہے جسے ادبی پہلو سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور بلا شبہ اس پہلو سے بھی دنیا کی دیگر تالیفات و تصنیفات کے بالمقابل عظمت و رفعت کی وسعتوں کو چھوئے ہوئی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید ایک طرف دینی و فکری سرمایہ ہے تو دوسری طرف بے مثل فنی و ادبی نمونہ اگر تعصب و تنگ نظری کے حصار سے نکل کر قرآنی عظمت کے ان دونوں پہلوؤں کو مستحضر رکھا جائے اور دنیا کی دیگر تمام تر علمی کاوشوں سے موازانہ کیا جائے تو ایک غیر جانب دار مبصر و مشاہد کو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس کا کوئی ثانی پیش کیا جا سکا ہے اور نہ کبھی پیش کیا جا سکے گا جیسا کہ اس کتاب کے مصنف کا یہ چیلنج ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (۱)

* ریڈر شعبہ دینیات، سنی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، انڈیا

"کہہ دو اے نبی! اگر جن وانس ایکا کر؟ ملیں کہ وہ اس قرآن کے جیسا کچھ پیش کردیں گے تو وہ پیش نہیں کرسکتے، اگر چہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہوجائیں۔"

بلا شبہ پوری دنیا کے مسلمان اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ کتاب ایک معجزہ ہے جو نبی کریمؐ کو نبوت کی دلیل کے طور پر عطا کیا گیا اور چونکہ نبی عربیؐ قیامت تک کے لیے نبی ہیں، اس لیے یہ سند نبوت بھی قیامت تک کے لیے معجزہ ہے۔قرآن مجید کے اعجاز اور وجوہ اعجاز کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں۔بعض تو موضوع و مقصد کی بلندی و پاکیزگی کو قرآن کی اصل وجہ اعجاز قرار دیتے ہیں تو بعض حضرات نیرنگی مضامین و مطالب اور پیشین گوئیوں کی موجودگی کو، جبکہ بعض دوسرے علماء و ادباء دل کش فصاحت پر زور طرز استدلال، حیرت انگیز بلاغت نیز واضح اور مبرہن مسلک کو سبب اعجاز قرار دیتے ہیں۔

بلاشبہ وسعت فکر ونظر، خوبی تراکیب، مضامین کی بلندی، مقصد کی عظمت، موضوعات کی نیرنگی، تاریخی حقائق کے بیان، پیشین گوئیوں کے اعلان اور دوسری تمام فکری وفنی خصوصیات میں قرآن مجید کا اعجاز ناطق ہے اور بلاشبہ فکر وفن کی جن جن ندرتوں کا تصور کیا جاسکتا ہے، قرآن مجید ان سے بدرجۂ اتم مرصع ومزین ہے، سچ تو یہ ہے کہ انسانی کاوشیں اس کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ہاں قرآن مجید کی اصل وجہ اعجاز سے متعلق اس رائے میں موزونیت ہے جس میں اس کی طرف دلکش اسلوب نگارش اور اعلیٰ درجے کی فصاحت و بلاغت کو منسوب کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ نزول قرآن کے وقت جو عرب اول مدعو ومخاطب کی حیثیت رکھتے تھے وہ مقصد کی عظمت فکر کی بلندی اور تاریخ نگاری پر مغرور نہیں تھے، انہیں زبان دانی پر ناز تھا اور وہ بلاشبہ فصاحت و بلاغت کی امامت و پیشوائی کے علم بردار تھے، اسی وجہ سے وہ غیر عربوں کو بے زبان اور گونگا قرار دے دینا بھی اپنا حق سمجھتے تھے۔زبان و بیان کے دقیقہ شناس اور ہم دانی کے مدعی عربوں پر جب انوار قرآنی کی تجلیاں پڑیں تو وہ محو حیرت ہوگئے، انہوں نے اس کلام ربانی کو عجیب وغریب چیز (۲) قرار دیا۔خطابت وشاعری کے ماہر ومشاق اور قدرت بیان میں لاثانی عرب ششدر وسراسیمہ اور حیران و پریشان تھے کہ کلام کی مروجہ اقسام واصناف میں کس قسم وصنف سے موسوم کیا جائے، چنانچہ اضطراب و بے چینی کی حالت میں کبھی کلام مقدس کو شاعری (۳) کا نام دیا تو کبھی اس کی طرف سحر (۴) کو منسوب کیا تو کبھی کاہنوں کی سجع بندی (۵) اور جنوں کے کلام (۶) سے تعبیر کیا، اس صداقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سند رسالت کی تکذیب کے لیے اس کلام مقدس کے ثانی پیش کیے جانے سے متعلق معاندین کی طرف سے لعللنا ھذا کی رٹ سراپا حیرت اور دعوائے محض ثابت ہوئی اور اسے قطع نظر رنگ ونسل اور زمان ومکان کے تمام بنی نوع انسان کے لیے اور قیامت تک کے لیے زندۂ جاوید معجزہ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

قرآنی ادبیات کی مختلف شقوں کو علمائے مشرق کے علاوہ علمائے مغرب نے بھی اپنی وقیع تصنیفات میں

موضوع بحث بنایا ہے۔قبل اس کے کہ قرآنی اعجاز سے متعلق مستشرقین کے ملاحظات کو حوالۂ ناظرین کیا جائے۔ استشراق اور مستشرق کے اصطلاحات کی بالاختصار وضاحت مناسب اور مفید مطلب ہوگی:

دی شارٹر آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے مطابق استشراق میں مشرقی اخلاق و کردار، طرز وادا اور خصلت و خصوصیات کا مفہوم پنہاں ہے(۷)، اسی طرح اسی ڈکشنری میں مستشرق کی یوں وضاحت ملتی ہے:

مستشرق وہ ہے جو مشرقی زبان وادب میں اپنے آپ کو مشغول و منہمک کیے ہوا ہو۔(۸)

استشراق اور مستشرق کے تعلق سے جناب ایڈورڈ سعید کی یہ عبارتیں قابل ذکر ہیں، مشرق جو استشراق یا اورینٹلزم کے لبادے میں ظاہر ہے وہ دراصل (مغرب کی) نمائندگی کا ایک نظام ہے جس کی تشکیل مختلف طاقتوں کے ذریعہ عمل میں آئی اور جو مشرق کو مغربی علم، مغربی شعور اور مغربی سلطنت کی قلمرو میں لے آیا...... استشراق تبیین و توضیح کا ایک مکتبۂ فکر ہے جس کا مواد مشرق، مشرقی تہذیب، مشرقی عوام اور مشرقی اقامت گاہیں ہیں۔(۹)

استشراق فی الواقع ایک نظریہ سے بڑھ کر تحریک کا نام ہے جس کے علم بردار جز وقتی عالمین کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ہمہ وقتی خدام کی حیثیت سے مشرقی علوم وفنون اور اہل مشرق کے فکر وخیال اور تہذیب و ثقافت سے قلم وقرطاس کے ذریعہ گہری وابستگی کا ثبوت دیتے ہیں۔ یقیناً یہ انصاف اور علمی دیانت داری کے خلاف ہوگا، اگر اسلامی علوم وفنون سے متعلق ان کی بعض اہم علمی اور تحقیقی کاوشوں کا اعتراف نہ کیا جائے۔تاہم یہ سچ ہے کہ ان کے فکر وقلم کی شبانہ روز مساعی میں عیسائیت کو برتر اور منزہ شکل میں پیش کرنے اور اسلام کو کمتر اور مسخ شدہ شکل میں پیش کرنے کے جذبات کارفرما ہوتے ہیں۔ایک نامور محقق و مورخ کا یہ تبصرہ بجا معلوم ہوتا ہے:

> ''یوروپین مورخ ہر واقعہ کی علت تلاش کرتا ہے اور نہایت دور دراز قیاسات اور احتمالات سے سلسلۂ معلولات پیدا کرتا ہے۔اس میں بہت کچھ اس کی خودغرضی اور خاص مطمح نظر کو دخل ہوتا ہے۔وہ اپنے مقصد کو ایک محور بنالیتا ہے تمام واقعات اسی کے گرد گردش کرتے ہیں''۔(۱۰)

ایڈورڈ سعید تحریک استشراق کے نبض شناس کی حیثیت سے علمی دنیا میں معروف ہیں ان کی کتاب اورینٹلزم کے یہ چند الفاظ استشراقی مزاج پر ناطق ہیں:

Orientalism is not only a positive doctrine about the orient that exists at anyone time in the west, it is also an influential academic tradition. (11)

(استشراق مشرق کے بارے میں محض ایک مثبت نظریے سے عبارت نہیں ہے جو کبھی مغرب میں موجود رہا ہو، بلکہ یہ ایک موثر علمی روایت بھی ہے)

مستشرقین نے جن موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے، ان میں قرآن مجید ایک اہم موضوع ہے۔ چونکہ یہ

شریعت اسلامیہ کا اول اور مستند ترین ماخذ ہے، اس لیے اس موضوع پر ان کا توجہ مرکوز کرنا ان کے لیے ناگزیر ضرورت اور محبوب مشغلہ قرار پایا۔ فکری یا نظریاتی پہلو کے علاوہ قرآن مجید کا ادبی پہلو بھی کم و بیش تمام علمائے استشراق کی علمی کاوشوں کا محور رہا ہے۔ لاثانی فصاحت و بلاغت، نظم و ترتیب اور اسلوب بیان کے علاوہ بعض دیگر مہتم بالشان موضوعات پر مبسوط مباحث ان کے علمی کاموں کی زینت بنتے ہیں۔ ایک مختصر مقالے میں یہ قطعاً ممکن نہیں کہ قرآنی ادبیات سے متعلق مستشرقین کی علمی کاوشوں کا جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ اس مقالے میں صرف انگریز مستشرقین کو پیش نظر رکھا گیا ہے جنھوں نے براہ راست قرآن مجید کے اعجاز بیانی پر اپنے فکر و خیال کا سرمایہ لٹایا ہے، اگرچہ ان میں سے بعض وہ حضرات بھی ہیں جنھوں نے ایک طرف قرآنی ادبیات کو لاثانی بتایا ہے تو دوسری طرف خدائی کلام سے موسوم کرنے میں تردد و تذبذب سے کام لیا ہے اور بعض تو ایسے بھی ہیں جنھوں نے بڑی ڈھٹائی کا ثبوت دیتے ہوئے اور علمی خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے اسے خاتم الانبیاء محمد عربیؐ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کا مجموعہ قرار دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا۔

ان مستشرقین کی بزم میں پروفیسر آرتھر جان آربری نسبتاً دیانت دار مستشرق ہیں، دی قرآن انٹر پریٹیڈ کے علاوہ اسلام ٹوڈے، رباعیات خیام، ماڈرن عربک پوئٹری، دی ہولی قرآن، ان انٹروڈکشن ود سلیکشن، دی سیوین اوڈس، ریلی جینس ان دی مڈل ایسٹ جیسی علمی کاوشیں مشرق سے ان کی گہری وابستگی اور علوم اسلامیہ پر دسترس کی سند فراہم کرتی ہیں۔

آربری اپنی کتاب Revelation and Reason in Islam میں قرآن مجید کے ساتھ ہی ساتھ احادیث نبویہ کی عظمت و استناد کے قائل ہیں اور یہاں تک کہتے ہیں کہ خود سیرت نبوی پر بھی اللہ کی مخصوص ہدایت و رہنمائی کی گہری چھاپ ہے (۱۲)۔ قرآن مجید کی عظمت بتاتے ہوئے قرآن سے متعلق گویا ہیں کہ انسانی تاریخ میں اس کتاب نے بڑے گہرے اثرات چھوڑے ہیں اور ان کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ قرآن مجید ایک ایسی مذہبی تحریک کا ثابت ہوا جس نے اثر و رسوخ کی حامل، مستحکم، پروقار اور وسعتوں سے ہمکنار تہذیب کی افزائش کا بیڑا اٹھایا۔ (۱۳) اعادہ و تکرار عام طور پر انسانی تصنیف و تالیف میں نقص ہوتا ہے قرآن مجید میں اگرچہ واقعات و قصص اور انتقال و اخبار کے بیان میں یہ پہلو جگہ جگہ موجود ہے لیکن یہ قرآن مجید کا ایک وصف ہے اور اس طرز بیان میں شیرینی و اثر آفرینی اپنی جاتی ہے اور بسا اوقات یہ انداز بیان قاری یا مخاطب کو حیرت انگیز طریقے سے مخصوص واقعہ یا قصہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے مقصد و مدعا تک پہنچانے میں زبردست عامل ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے اس بے مثل اعادہ و تکرار پر آربری کی یہ عبارت ملاحظہ کی جائیں:

"Truth can not be denied by being frequently stated but only gains in clarity and convincing ness at every repitition and wher all is true, in

consequence and incomprehen sibility are not felt to arise". (14)

(تکرار کے ساتھ کوئی صداقت اگر بیان کی جائے تو انکار لازم نہیں آتا بلکہ صداقت و اعادہ پر وضاحت اور اثر آفرینی کے اعتبار سے اور مزین ہو جاتی ہے اور جب کہ کوئی کلام سرتا پا حق ہو (تکرار کے باوجود) بے ربطی و ابہام کے پیدا ہونے کا خیال تک نہیں کیا جاتا)

قرآن مجید کے اعجازی پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے دوسری زبانوں میں ترجمہ قرآن کے عدم امکان پر بھی آربری سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں۔ آربری کے بقول قرآن مجید میں جو فصاحت و بلاغت اور بحور و قوافی ہیں وہ بہت ہی نمایاں، سامعہ نواز اور بڑے زوردار ہیں، چنانچہ اس کے پرشکوہ اور مہتم بالشان اسلوب کو کسی اور زبان میں منتقل نہیں کیا جاسکتا (۱۵)، آربری کے مندرجہ ذیل تجزیے میں قرآن مجید کے لاثانی کلام ہونے اور قیامت تک کے لیے اس کے معجزہ ہونے سے متعلق فکر راست کی ترجمانی ہوتی ہے:

"If arabic could and can never be spoken as it was spoken in the koran, certainly the arabic of the koran defies the adequate translation". (16)

(عربی جس طرح قرآن مجید میں بولی گئی، اگر ایسی نہ کبھی بولی گئی اور نہ کبھی بولی جاسکتی ہے تو یقینی طور پر قرآن مجید کی عربیت کا یہ چیلنج ہے کہ اس کا صحیح ترجمہ پیش نہیں کیا جاسکتا)

اعجاز قرآن پر خامہ فرسائی کرنے والوں میں فلپ کے ہٹی بھی ہیں۔ اگرچہ قرآنیات پر ان کی باضابطہ کوئی تصنیف منظر عام پر نہ آسکی تاہم اسلام، اسلامی تہذیب و تمدن اور تاریخ عرب اس کی گراں قدر تصنیفات ہیں اگرچہ ہٹی ان مستشرقین کے عام طرز فکر کی روش پر چلتے ہوئے بہت سے معاملات و مسائل کی بحث و تمحیص میں قابل مواخذہ ہیں تاہم اعجاز القرآن کے موضوع پر ان کے نتائج بحث صحت مند فکر و خیال کی غمازی کرتے ہیں۔ قرآن مجید کے طرز بیان اور اسلوب نگارش پر اپنے خیالات یوں رقم کرتے ہیں:

"The style of the Quran is God's style. It is indifferent, incompareable and inimitable. This is basically, what constitutes the miraculous character (Ijaz) of the Koran. Of all miracles, it is the greatest: if all menand jinn were to colaborate, could not produce its like. (17)

(قرآن مجید کا طرز بیان خدا کا طرز بیان ہے۔ یہ نرالا، بے نظیر اور لاثانی و یکتا ہے، یہی بنیادی طور پر قرآن مجید کے اعجاز متعین کرتا ہے۔ تمام معجزات میں یہ سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اگر تمام جن و انس بھی مجتمع ہو جائیں تو اس کا مثیل پیش نہیں کر سکتے)

مشرق و مغرب کے علماء و دانشوروں نے اعجاز القرآن کے جن مختلف پہلوؤں کو اپنی بحث و تحقیق کا موضوع بنایا ہے ان میں اقوام و ملل کے احوال و کوائف سے آگاہی بھی قابل ذکر ہے۔ پروفیسر ہٹی نے بھی قرآنی

قصص پر دانش ورانہ گفتگو کی ہے اور اس باب میں قرآنی عظمت کو وا کرتے ہوئے اپنے قارئین کو یہ گوش گزار کرایا ہے کہ افراد و اقوام کے یہ قصے محض تفریح طبع کے لیے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کسی خبر نامہ کے چند مشتملات و مباحث کی حیثیت سے ہیں بلکہ انسانیت کی اصلاح حال کے لیے ہیں اور ایک عظیم الشان ہدایت نامہ کے روح پرور اور فکر انگیز مواعظ حسنہ ہیں۔ ہٹی کی یہ عبارتیں قابل ملاحظہ ہیں:

All these narratived are used didacticly. not for the object of telling a story but to preach a moral, to teach that god informer times has always rewarded the righteous and punished the wicked. (18)

(یہ تمام قصے ناصحانہ طور پر بیان کیے گئے ہیں، نہ کہ کہانی سنانے کے مقصد سے۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اخلاقیات کا درس دیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں نیکوکاروں کو نوازا ہے اور بدکاروں کو سزا دی ہے)

مستشرقین میں الفرڈ گیام علم و دانش اور بڑی حد تک راست روی اور صحت مند فکر و خیال کے لحاظ سے مؤقر اور بلند قامت شخصیت کے مالک ہیں۔ دی لائف آف محمد، پروفیسی اینڈ ڈیوینیشن امنگ دی ہیبر یوز اینڈ ادر سیمائٹس، نیو لائٹ آن دی لائف آف محمد، اسلام اور دی ٹریڈیشن آف اسلام، قرآن اور سیرت نبوی پر قابل قدر تصنیفات، ایمان و یقین سے محروم علماء خواہ مشرق کے ہوں یا مغرب کے، یہ توقع بے جا ہوگی کہ وہ اسلام اور قرآن سے متعلق شریعت محمدی کے علم بردار اور حاملین قرآن کی طرح اپنے افکار و ملاحظات پیش کریں، تاہم راقم کی رائے میں مغرب کے اہل دانش میں الفرڈ گیام نے قابل ذکر حد تک تعصب و جانب داری کے حصار سے نکل کر فراخی ذہن اور سیر چشمی کا ثبوت دیا ہے۔ وحی الٰہی، عظمت قرآن، حفاظت قرآن، جمع قرآن، ناسخ و منسوخ اور نظم قرآن جیسے مباحث اس کی دلچسپی کے اصل محور ہیں، بیشتر موضوعات پر فکر و تحقیق کی روش پر گامزن ہوتے ہوئے اہم حقائق کا اعتراف کیا ہے، بلکہ ان کی توجیہ کی ہے۔

قرآن مجید کے لوح محفوظ کی ہو بہو نقل ہونے سے متعلق اپنی تمہیدی گفتگو میں عیسائی اور یہودی علماء کی طرف اس اعتراف حقیقت کو منسوب کیا ہے کہ ان کی مقدس کتب میں آمیزش و انحراف اور تغیر و تبدل واقع ہو گیا ہے لیکن قرآن کی بابت مسلمانوں کی طرف اس ناخوشگوار وقوع کو بہر حال منسوب نہیں کیا جا سکتا (۱۹)۔ قرآن مجید کے وحی الٰہی اور اس کے معجزہ ہونے سے متعلق گیام کے یہ الفاظ قابل ملاحظہ ہوں:

In the Quran, Muhammad, who disclaimed power to perform miracles, enshrined there in were themselves miracues sight of his apostleship. More than this. The Quran was a transcript of a tablet preserved in heaven, in which is written all that has happened and all that will happen. (20)

(قرآن مجید میں محمدؐ نے معجزات کی انجام دہی سے متعلق قوت واستطاعت کا انکار کیا جو معجزات قرآن میں محفوظ ہیں وہ بذات خود آپ کی رسالت کے حیرت انگیز ثبوت ہیں مزید برآں قرآن مجید اس لوح محفوظ کی نقل ہے جس میں جو کچھ ہو گیا ہے وہ اور جو کچھ واقع ہونیوالا ہے وہ، سب موجود ہے)

گیام قرآن مجید میں نسخ سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے قرآن مجید کی مستند حیثیت پر بے باکانہ گفتگو کرتے ہیں اور عام مستشرقین کی روش سے اجتناب کرتے ہوئے نسخ کو معقول اور مفید و موثر اصول سے تعبیر کیا ہے۔ مذکور دانشور کی رائے کے مطابق قرآن مجید لوح محفوظ کی نقل ہے جو من وعن اور نا قابل تغیر ہے جہاں تک رہی بات نسخ کی تو عقل عام کے نقطہ نظر کے مطابق اور اس کی عمومی تعلیمات کو روزمرہ کی زندگی میں نافذ کرنے کے لحاظ سے یہ عمل انسانیت نوازی و بشر دوستی کا غماز ہے اور بدلتے ہوئے احوال وکوائف میں اسے دیانت دارانہ اور حکمت و دانائی پر مبنی عمل قرار دیا جانا چاہیے (۲۱) اس طرح قرآن مجید کی آفاقی عظمت وحیثیت ہدایت و رہنمائی کے تعلق سے انسانوں کے لیے موثر ومفید مطلب ہونے کے لحاظ سے آشکار ہو جاتی ہے۔ نسخ سے متعلق گیام کے یہ ملاحظات مسلم علماء ومفسرین کے آراء وافکار سے متضاد ومتبائن نہیں ہیں۔

رینالڈ الین نکلسن کا شمار اعلیٰ تعلیم یافتہ مستشرقین میں ہوتا ہے۔ ای، جی براؤن اور رابرٹسن اسمتھ کی علمی سرپرستی نے نکلسن کو علم وآگہی کی وسعتوں سے ہمکنار کیا۔ اے وولیوم آف اورینٹل اسٹڈیز، رومی پوئٹ اینڈ مائنٹک، ٹرانسلیشن آف اسٹرن پوئٹری اینڈ پروز، اے لٹریری ہسٹری آف دی عربس، اسٹڈیز ان اسلامک مسٹی سزم، دی آئیڈیا آف پرسنالٹی ان صوفی ازم، دی مسٹکس آف اسلام پروفیسر نکلسن کی وہ تحقیقی کاوشیں ہیں جو علوم وفنون کی دنیا میں انہیں معتبر وموقر شخصیت کی حیثیت سے متعارف کراتی ہیں۔ اگرچہ اسلامیات کے تعلق سے تصوف ان کا مخصوص میدان ہے تاہم عربی ادب وثقافت پر بھی اس دانشور نے اپنی لیاقت واستعداد کے جوہر بکھیرے ہیں اور اس کے تحت قرآن مجید کے فکری اور فنی پہلوؤں پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ فترۃ الوحی، نظم قرآن، اجزائے قرآن کا صحابہ کرام کے پاس تحریری طور پر موجود ہونا، قرآن مجید میں سجع کا موجود ہونا اور کلام مقدس کا شک وشبہ سے بالاتر اور انسانی استعداد سے پرے ہونا جیسے ذیلی موضوعات پر نکلسن نے بعض مستثنیات کے ساتھ دیانت دارانہ گفتگو کی ہے' قرآن مجید کے اعجاز پر گفتگو کرتے ہوئے اس کی حقانیت کا اعتراف اور اس کے لاثانی سند ہونے پر اظہار خیال ذیل کی عبارتوں سے مترشح ہوتا ہے:

"Its Genuiness is above suspicion, we shall se, more over, that the Koran is an exceedingly human document, reflecting every phase of Mohammad's personality and standing in close relation to the outward events of his life, so that here we have materials of unique and incontestable authority for tracing the origin and early

development of islam". (22)

(اس کی صداقت وحقانیت شبہ سے بالاتر ہے، مزید برآں یہ کسی انسانی دستاویز سے مافوق ہے جو محمدؐ کی زندگی کے ہر ناچے کی عکاسی کرتا ہے اور آپؐ کی زندگی کے تمام ظاہری احوال وکوائف سے پورے طور پر وابستہ ہے۔اس طرح ہم اسلام کے اصل وآغاز اور اس کے ابتدائی عروج واقبال سے واقفیت کے لیے حتمی اور بے نظیر مواد پاتے ہیں)

ڈی، ایس مارگولیتھ کا شمار ان مغربی دانشوروں میں ہوتا ہے جو عربی کے ساتھ ہی ساتھ دوسری مشرقی اور مغربی زبانوں میں دسترس رکھتے ہیں۔دمشق کی عربی اکیڈمی، برٹش اورینٹل اکیڈمی، رویال ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال اور لیکو یکل اکیڈمی آف بریٹین سے مدتوں اعزازی رکن کی حیثیت سے جڑے رہے۔عربی ادب، اسلامیات اور سیرت نبوی پر اس کی گراں قدر تصنیفات اس کی عالمانہ بصیرت کی جانب اشارہ اور کسی حد تک منصفانہ تجزیوں پر سند پیش کرتی ہیں۔چونکہ موصوف ایک عیسائی عالم ہیں اس لیے یہ توقع رکھنا بے جا ہوگا کہ ان کی تحریروں میں موحدانہ شان اور مومنانہ بصیرت کی ترجمانی ہو، تاہم اسلام، قرآن اور سیرت کے تعلق سے بعض جارحانہ خیالات کے استثناء کے ساتھ قرآن مجید کی مافوق الفطرت حیثیت اور اس کے معجزانہ کردار پر بڑی حد تک مستشرقین کے روایتی انداز سے منحرف ہوتے ہوئے گفتگو کی ہے۔واضح لفظوں میں قرآن مجید کے خدائی کلام ہونے کا اعتراف حقیقت کرتے ہوئے گویا ہے کہ تاریخ اس عظیم الشان پیغام کا مثل پیش کرنے سے قاصر ہے(۲۳) مارگولیتھ کی ان عبارتوں میں قرآن مجید کا اعجاز ناظرین کو دعوت ملاحظہ دیتا ہے:

The language of the Quran is God's language and its eloquence is miraculous: anyone who tries to rivelit can prove that for himself and being the communication of the all wise, it is infallible guide to conduct, the authority for both statements and precepts is paramount. It is therefore, absolutely and uniquely consistant; inconsistency, which would have been the sign of human effort, can not be found in it". (24)

(قرآن کی زبان خدا کی زبان ہے اس کی اعجازی شان اس کی فصاحت میں عیاں ہے اور حکیم مطلق کے ایک مکتوب کی حیثیت سے اطوار زندگی کا ایک غیر خاطی راہنما ہے افکار واقوال، دونوں میں اس کا استناد اعلیٰ وارفع ہے، اس لیے حتمی طور پر اور بے مثل طریقے سے یہ مربوط ہے۔بے ربطی یا بدنظمی جو انسانی کاوش کی علامت ہے، اس میں نہیں پائی جاسکتی)

قرآنی اعجاز کے ایک اور پہلو پر مارگولیتھ نے اپنی نوک قلم کو حرکت دی ہے اور وہ ہے عربی زبان وادب پر اس کے گہرے اور دور رس اثرات ونتائج کا مترتب ہونا۔موصوف بڑی جرأت مندی اور ایمان داری کے ساتھ اس صداقت کو سپرد قلم کرتے ہیں کہ قرآن مجید کلام ہے اور ادبی حسن وکمال کا شاہکار ہے جس کا ہمیشہ ہمیش کے

لیے کوئی مثیل و معاند نہیں ہوسکتا اور اس سرچشمہ فکر وفن کا عربی زبان میں نزول عربی زبان اور عربی زبان کی علم بردار قوم کے لیے دیگر اقوام وملل پر تفوق و برتری کا بجا طور پر محرک ثابت ہوا۔ (۲۵)

عربی زبان کی آفاقیت کو قرآن مجید کی طرف منسوب کرتے ہوئے مارگولیتھ گویا ہے:

"The theory, then, that the language of the Koran was divine, made its language worth studying, and suggested the application to that study of both deductive and inductive methods". (26)

(یہ نظریہ کہ قرآن مجید کی زبان خدائی زبان ہے، اس نے اس کی زبان (یعنی عربی) کو قابل مطالعہ بنا دیا اور استخراجی واستقرائی یا استنباطی اور منطقی طریقوں سے اس کے مطالعہ کی مناسبت وموزونیت کو باور کرایا)

قرآن مجید کتاب ہدایت اور کتاب انقلاب ہے بنی نوع انسان کی گردنوں سے معبودان باطل کا قلادہ نکال کر انسانیت کی معراج سے ہمکنار کرتی ہے۔ تاریخ کی یہ نا قابل انکار صداقت کہ اس کتاب حق کے انوار کی تجلیاں جب تمام قسم کی غلاظتوں میں ملوث صحرانشینوں اور گلہ بانی کرنے والے عربوں کے اذہان وقلوب پر پڑیں تو ان کے اندر سیادت و قیادت کا وہ ملکہ پیدا ہوگیا جس کی مثال تاریخ نہ پیش کر سکی۔ قرآنی عظمت وجلال کا یہ فکری پہلو ہے۔ مقصد کی عظمت و بلندی، موضوعات کی بوقلمونی، پیشین گوئیوں کی صداقت، تاریخی حقائق کا حسن بیان اور قصص و واقعات کی اثر آفرینی اور بے مثل فصاحت و بلاغت قرآن مجید کی عظمت کے وہ درخشاں ادبی پہلو ہیں اور بلاشبہ اس کا ہر ہر پہلو رفیع الشان اور بے مثل اعجازی کردار کا حامل ہے۔ ہاں قرآن مجید کا اصل اور ثابت شدہ اعجاز اس کی بے مثل فصاحت و بلاغت میں مضمر ہے، کیونکہ نزول قرآن کے وقت مخاطب معاشرہ اپنی زباندانی پر نازاں و فاخر تھا اور اس نے اس ادبی شہ پارے کے مثل پیش کرنے سے متعلق پے در پے قرآنی چیلنجز کے سامنے سپر ڈال دیا تھا، یہاں تک کہ زبان و بیان کے دقیقہ شناس عربوں نے عقل وفکر کا توازن کھو کر کبھی اسے شعرو شاعری سے تعبیر کیا تو کبھی ساحری سے اور کبھی اسے جنون کی طرف منسوب کیا تو کبھی کاہنوں کی طرف۔

مستشرقین نے فکر وفن، دونوں کے اعجازی پہلوؤں پر علم و تحقیق کا بیڑا اٹھایا ہے، انگریزی زبان میں اسلام، قرآن اور سیرت پر لکھنے والے مغربی علماء کی ایک طویل فہرست ہے لیکن راقم نے اس مقالے میں اعجاز قرآن سے متعلق آرتھر، جان، آربری، فلپ کے ہٹی، الفرڈ گیام، رینالڈ الین نکلسن اور ڈی ایس، مارگولیتھ کی تحریروں کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔

بلاشبہ یہ حضرات استشراق کی دنیا میں شہرت کی بلندی پر کمندیں ڈالے ہوئے ہیں لیکن تصویر کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ بعض کے علاوہ بیشتر حضرات قرآن مجید کی عظمت پر گویائی کرتے ہوئے غلطاں و پیچاں نظر آتے

ہیں اور ان کی تحریریں شک و ریب، تردد و تذبذب اور تضاد و تناقض کا مرقع پیش کرتی ہیں، جس سے مغرب کے صاحبان علم و دانش کی شخصیتیں مخدوش ہو جاتی ہیں، تاہم بعض ایسے علمائے مغرب بھی ہیں جنھوں نے استشراق کی مخصوص ڈگر سے ہٹ کر بیشتر امور و مباحث میں علم و تحقیق کی شاہراہ اختیار کی ہے اور قرآنی اعجاز کے مختلف پہلوؤں پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے محقق و مستند حیثیت، لاثانی و بے نظیر اسلوب نگارش اور بے مثل فصاحت و بلاغت کو بالخصوص شرح و بسط کے ساتھ حوالہ ناظرین کیا ہے، جن کی تحسین و پذیرائی بہرحال علمی دیانت داری کا تقاضا ہے۔ (بحوالہ معارف اپریل ۲۰۱۳)

حوالے و حواشی

(۱) الاسراء: ۸۸۔ (۲) ق: ۲۔ (۳) الانبیاء: ۵، الصافات: ۳۶، الطور: ۳۰۔ (۴) البقرہ: ۱۰۲، المائدہ: ۱۱۰، یونس: ۷۶، الانبیاء: ۳، سبا: ۴۳، المدثر: ۲۴۔ (۵) الانعام: ۲۵، الانفال: ۳۱، النحل: ۲۴، المومنون: ۸۳۔ (۶) الاعراف: ۱۸۴، المومنون: ۲۵، ۷۰۔ (۷) سی، ٹی، اورینس: دی سٹنڈرڈ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری، ج ۲، ص ۱۴۶۵، طبع سوم۔ (۸) سی، ٹی، اورینس: ج ۲، ص ۱۴۶۵۔ (۹) ایڈورڈ سعید: اورینٹلزم، ص ۲۰۳، ۱۹۷۸ء، یو، ایس، اے۔ (۱۰) علامہ شبلی: سیرت النبیؐ، ج ۱، ص ۵۸، ۱۹۸۲ء، دارالمصنفین، اعظم گڑھ۔ (۱۱) ایڈورڈ سعید: اورینٹلزم، ص ۲۰۳۔ (۱۲) اے، جے، آربری: ریویلیشن اینڈ ریزن ان اسلام، ص ۱۱، طبع ۱۹۶۵ء، گریٹ برٹین۔ (۱۳) اے، جے، آربری: دی ہولی قرآن۔ این انٹروڈکشن و دسیلکشن، ص ۳۳، ۱۹۵۳ء، لندن۔ (۱۴) اے، جے، آربری: دی ہولی قرآن۔ این انٹروڈکشن و دسیلکشن، ص ۲۷۔ (۱۵) اے، جے، آربری: دی قرآن۔ انٹرپریٹیڈ، ج ۱، مقدمہ، ص ۲۴، ۱۹۵۵ء، لندن۔ (۱۶) اے، جے، آربری: دی ہولی قرآن۔ این انٹروڈکشن و دسیلکشن، ص ۲۸۔ (۱۷) فلپ، کے، ہٹی: اسلام۔ اے وے آف لائف، ص ۲۷، ۱۹۷۰ء، آکسفورڈ یونیورسٹی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، آکسفورڈ۔ (۱۸) فلپ، کے ہٹی: ہسٹری آف دی عربس، ص ۱۲۵، طبع نہم، ۱۹۶۸ء، نیویارک۔ (۱۹) الفرڈ گیام: اسلام، ص ۵۵، نظرثانی شدہ ایڈیشن، ۱۹۵۶ء، گریٹ برٹین۔ (۲۰) الفرڈ گیام: اسلام، ص ۵۵۔ (۲۱) الفرڈ گیام: دی قرآن، اسلام، ص ۱۸۹۔ (۲۲) رینالڈ الین نکلسن: اے لٹریری ہسٹری آف دی عربس، ص ۱۴۳، ۱۹۵۶ء، کیمبرج یونیورسٹی پریس۔ (۲۳) ڈی، ایس، مارگولیتھ: محمڈنزم، ص ۵۱، ۱۹۱۵ء، لندن۔ (۲۴) ایضاً، ۶۳۔ (۲۵) ایضاً، ص ۲۴۵۔ (۲۶) ایضاً۔